مکرم باسل احمد بشارت صاحب

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی سیرت وسوانح

نام ونسب

آپ کا نام عبدالقادر، کنیت ابومحمد اور لقب محی الدین تھا۔ عوام الناس میں آپ غوث اعظم کے عرف سے مشہور ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید ابوصالح موسیٰ اور والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر فاطمہ بنت عبد اللہ صومعی تھا۔ آپ نجیب الطرفین تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب والد محترم کی طرف سے گیارہ واسطوں سے اور والدہ محترمہ کی طرف سے چودہ واسطوں سے خلیفۂ راشد داماد رسول ﷺ حضرت علیؓ سے جاملتا ہے۔

والد محترم حضرت امام حسنؓ کی نسل سے اور والدہ محترمہ حضرت امام حسینؓ کی نسل سے تھیں۔

آپ اپنے نام ونسب کے بارہ میں لکھتے ہیں:

انا الحسنی والمخدع مقامی
واقدامی علی عنق الرّجال
وعبد القادر المشھور اسمی
وجدّی صاحب العین الکمال
(قصیدہ غوثیہ)

یعنی میں حضرت امام حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں اور میرا مقام مخدع ہے اور تمام اولیاء کی گردن پر میرے قدم ہیں اور میرا مشہور نام عبدالقادر ہے اور میرے آباء واجداد سرچشمۂ کمالات ہیں۔

پیدائش

آپ 11 ربیع الثانی 470ھ میں ملک فارس کے علاقہ گیلان کے قصبہ نیف میں پیدا ہوئے۔ عربی زبان میں گ کو ج سے لکھا اور پڑھا جاتا ہے اس طرح آپ جیلانی کہلائے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی پیدائش یکم رمضان 471ھ میں علاقہ جیل میں ہوئی۔ اس لحاظ سے آپ کو جیلی بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے قصیدہ غوثیہ میں لکھا ہے: ؎

انا الجیلیّ محی الدین اسمی
و اعلامی علی رأس الجبال
(قصیدہ غوثیہ)

یعنی میں جیلی (علاقہ جیلی کا رہائشی ہوں) اور میرا نام محی الدین ہے اور میری عظمت کے جھنڈے پہاڑوں پر گڑے ہوئے ہیں۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ گیلان، جیلان، جیلی وغیرہ ایک ہی علاقہ کے مختلف نام ہیں جو بغداد کے جنوب میں مدائن کے قریب ہے۔

زمانۂ رضاعت وایام

طفولیت

بچپن میں ہی والد محترم کی وفات ہوگئی۔ آپ کے نانا نے آپ کو اپنے سایۂ عاطفت میں لیا۔ آپ اپنی عمر کے دوسرے بچوں کی نسبت دانشمند اور ذہین تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کے نانا بھی اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

ابتدائی تعلیم وتربیت

حضرت عبد القادر جیلانی کی پیدائش اولیاء کے خاندان میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم ابوصالح، آپ کے دادا عبداللہ بن یحیٰی زاہد اور نانا عبداللہ صومعی اہل ارشاد اور اولیاء اللہ میں سے تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ فاطمہ اور آپ کی پھوپھی عائشہ عابدات، صالحات اور عارفات باللہ تھیں۔ اس وجہ سے آپ کو ولد الاشراف کہا جاتا تھا۔ اس لحاظ سے آپ کی تربیت ایک پاک خاندان میں ہوئی اور قرآن و حدیث کا ابتدائی علم بھی گھر والوں سے ہی حاصل کیا۔ پھر جیلان کے مقامی مکتب میں کچھ تعلیم پائی۔

قصد سفر بغداد

آپ ایسے ولی کامل تھے جن کو بچپن سے ہی کشف والہامات کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ ایک کشف کی بناء پر اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے اپنی والدہ محترمہ سے مزید تحصیل علم کے لیے بغداد جانے کی اجازت طلب کی۔ عمر رسیدہ پاکباز والدہ نے اپنے خاوند کے ترکہ اسّی دیناروں میں سے چالیس دینار ان کے بھائی سید ابواحمد عبداللہ کے لیے رکھے اور باقی چالیس ان کی قمیص میں سی دیئے۔ دعا کے ساتھ رخصت کرنے لگیں تو سید عبدالقادر نے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ والدہ محترمہ نے کہا کہ سچ کا دامن تھام لو اور جھوٹ کو کبھی پاس نہ پھٹکنے دینا۔ آپ نے اپنی بوڑھی ماں سے اس بات کا عہد کیا اور رخت سفر باندھا۔

ڈاکوؤں کا حملہ

آپ ایک قافلہ کے ساتھ بغداد کی طرف روانہ ہوئے۔ ہمدان تک تو سب خیریت رہی جب آگے کو ہستانی علاقہ وادیٔ ربیک میں پہنچے تو ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کردیا اور تمام سازوسامان لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو آپ کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا آپ کے پاس بھی کچھ ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو نے آپ کی بات مذاق میں اڑا دی اور چلا گیا۔ پھر دوسرا ڈاکو آیا اس نے بھی وہی سوال کیا اور آپ نے پہلے والا جواب دیا۔ ڈاکو نے یہ بات مذاق سمجھی اور چلا گیا پھر جب دونوں ڈاکوؤں نے یہ بات اپنے سردار سے کی تو سردار نے آپ کو طلب کیا اور پوچھا کہ کیا واقعی آپ کے پاس چالیس دینار ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں ہیں۔ تو سردار نے کہا کہ کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میری قمیص میں سلے ہوئے ہیں۔ سردار نے قمیص ادھیڑ کر دیکھی تو واقعی چالیس دینار نکل آئے ڈاکو یہ دیکھ کر حیران ہوگئے۔ سردار نے پوچھا کہ بچے! تمہیں معلوم ہے کہ ہم ڈاکو ہیں اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہو وہ لوٹ لیتے ہیں، پھر تم نے کیوں اپنے چالیس دیناروں کا بتایا۔ آپ نے فرمایا کہ میری ماں نے مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔ تو میں کیونکر چالیس دینار کی خاطر اپنی ماں کی نصیحت کو نظر انداز کر دیتا۔ آپ کے یہ الفاظ ڈاکو سردار کے سینے میں پیوست ہوگئے اور شرم وندامت سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور بولا کہ اے بچے! تم نے اپنی ماں سے کئے ہوئے عہد کا اتنا پاس رکھا اور افسوس کہ میں اپنے خالق حقیقی کا عہد برسوں سے توڑ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے راہزنی اور باقی برائیوں سے توبہ کرلی اور سردار کو دیکھ کر باقی ڈاکوؤں نے بھی ایسا ہی کیا اور قافلہ کا تمام سازو سامان واپس کردیا۔ یہ پہلی توبہ تھی جو گمراہ لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر کی۔

(قلائد الجواہر فی مناقب عبدالقادر از علامہ محمد بن یحیٰ الحلبی (متوفی 963ھ) صفحہ 9)

بغداد میں آمد

اٹھارہ سال کی عمر میں 488ھ کو عباسی خلیفہ مستظہر باللہ کے دور میں آپ بغداد تشریف لائے۔ بغداد میں آپ عسرت کی حالت میں رہنے لگے۔ نوبت فاقوں تک پہنچ گئی۔ ایک دن آپ حلال رزق کی تلاش میں کھنڈرات کی طرف گئے وہاں پہلے سے فقراء واولیاء موجود تھے۔ آپ واپس شہر لوٹ آئے۔ راستے میں جیلان کے ایک شخص نے آپ کو ایک سونے کا ٹکڑا دیا اور کہا کہ یہ سونا تمہاری ماں نے تمہارے لیے بھجوایا ہے۔ آپ نے کھنڈرات کے فقراء واولیاء کو سونے کا کچھ حصہ دیا اور بتایا کہ یہ میری والدہ نے بھجوایا ہے۔ باقی سونے کا کھانا خرید کر بغداد شہر کے فقراء کے ساتھ مل کر کھایا۔

(قلائد الجواہر صفحہ 9)

زمانہ طالبعلمی میں آپ نے بہت صعوبتیں اٹھائیں۔

اساتذہ

بغداد میں آپ شیخ ابوسعید مخرمی کے مدرسہ نظامیہ سے منسلک ہوگئے۔ علم فقہ ابوسعید مخرمی سے سیکھا اور انہوں نے ہی آپ کو لباس خرقۂ پہنایا۔ علوم حدیث ابومحمد جعفر السراج سے، علم ادب ولسان ابوزکریا یحیٰ بن علی تبریزی سے، علم تصوف حماد بن مسلم الدباس سے سیکھا۔

مکرم باسل احمد بشارت صاحب

عبادات الٰہی اور مجاہدات

سید عبدالقادر جیلانی 488ھ سے 496ھ تک تمام علوم دینوی پر دسترس حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے 25 سال تک سخت مجاہدے و مراقبے کیے۔ زہد وتعبد اختیار کرتے ہوئے کثرت عبادت و ریاضت سے فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ہوگئے۔ آپ اپنی تمام خواہشات سے کنارہ کش ہوگئے۔ 26 سال کی عمر عنفوان شباب میں دنیاوی چیزوں کو چھوڑ دینا ایک بہت بڑا مجاہدہ ہے۔ شیخ ابوعبداللہ نجار بیان کرتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے مجھ سے اپنے واقعات اس طرح بیان کئے کہ میں جس قدر مشقتیں برداشت کرتا تھا اگر وہ کسی پہاڑ پر ڈال دی جائیں تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہوجاتا اور جب وہ مشقتیں میری قوت برداشت سے باہر ہوجاتیں تو میں زمین پر لیٹ کر کہتا کہ ''فانّ مع العسر یسرا انّ مع العسر یسرا''۔ اس سے مجھے سکون مل جاتا۔ (قلائد الجواہر ص 10)

آپ نے عراق کے جنگلوں اور ویرانوں کو اپنا مسکن بنالیا۔ روزے کثرت سے رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی جوانی میں ہی حج بیت اللہ کی سعادت پائی۔ عبادت الٰہی کا بہت شوق تھا۔ آپ ہمیشہ باوضو رہتے۔

احیائے دین واصلاح وارشاد

سید عبدالقادر جیلانی جس دور میں بغداد آئے اس وقت اسلامی سلطنت کا شیرازہ بکھر رہا تھا۔ پہلی صلیبی جنگ کا آغاز ہوچکا تھا۔ مسلمانوں کی سیاسی ابتری کے ساتھ اخلاقی پستی میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ عالم اسلام کی حالت ابتر تھی۔ معتزلی، باطنی، بدعتی فتنے اپنے عروج پر تھے۔ خلق قرآن اور تقدیر وغیرہ کے مسائل نے لوگوں کے ایمان کو متزلزل کر دیا تھا اور رہی سہی کسر علمائے سوء اور نام نہاد صوفیاء نے پوری کردی تھی۔ خیانت اور منافقت کا بازار گرم تھا۔

ایسے وقت میں آپ میدان میں اترے اور احیائے دین کے لیے جدوجہد شروع کی اور اصلاح وارشاد کے کام کا آغاز کیا۔ آپ نے اپنے وعظ و نصیحت، درس وتدریس وغیرہ سے لوگوں کے دلوں میں ایمان کی شمع روشن کردی۔ شرک کے خلاف جہاد کیا۔ عالم اسلام کو ایک نئی زندگی بخشی۔ آپ کی تعلیم

وفتاویٰ کا ماخذ قرآن وسنت کی تعلیمات ہوا کرتی تھیں۔ آپ کا بنیادی مقصد احیائے اسلام تھا۔ اسی وجہ سے آپ کو ''محی الدین'' کا لقب ملا اور اپنے زمانے کے مجدد کہلوائے۔

وعظ و نصیحت اور درس و تدریس

شروع میں آپ نے ایک خواب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ سے فرمایا: اے عبدالقادر! تم لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لیے وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ایک عجمی ہوں۔ عرب کے فصحاء کے سامنے کیسے بولوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنا منہ کھولو۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی تو رسول اللہ ﷺ نے سات دفعہ اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور فرمایا: جاؤ قوم کو وعظ و نصیحت کرو اور ان کو اللہ کے راستے کی طرف بلاؤ۔

آنکھ کھلنے کے بعد آپ نے نماز ظہر ادا کی اور وعظ کے لیے بیٹھے لیکن جھجکتے رہے تو کشفاً حضرت علیؓ کو دیکھا جو کہہ رہے تھے کہ وعظ شروع کیوں نہیں کرتے۔ آپ نے کہا کہ میں گھبرا گیا ہوں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اپنا منہ کھولو تو حضرت علیؓ نے چھ بار اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا آپ نے عرض کیا کہ سات بار آپ نے کیوں نہیں لعاب دہن ڈالا۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ادب کی وجہ سے ایسا کیا۔ یہ کہہ کر حضرت علیؓ غائب ہو گئے اور آپ نے وعظ کا آغاز کیا۔ لوگ آپ کی فصاحت و بلاغت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ (قلائد الجواہر ص13)

اس کے بعد پہلے تو آپ نے درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ ابوسعید مخرمی کے مدرسہ میں 521ھ کو جاری کیا۔ پھر جب آپ کی شہرت عام ہوئی تو عرب و عجم سے لوگ ان جواہر کو سمیٹنے آنے لگے۔ آپ اپنے وعظ میں کسی کی رعایت نہیں فرمایا کرتے تھے اور نہایت تیز و تند وعظ فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ لوگوں کے دلوں پر میل جم گیا ہے جب تک اسے زور سے رگڑا نہ جائے گا دور نہ ہوگا۔ 528ھ میں مدرسہ کی عمارت میں توسیع کی۔

آپ عموماً ہفتہ میں تین بار وعظ فرمایا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ 521ھ سے 561ھ تک چالیس سال جاری رہا۔ شیخ عمر کا بیان ہے کہ کوئی مجلس خالی نہیں جاتی تھی جس میں یہود و نصاریٰ ایمان نہ لاتے ہوں یا قاتل ڈاکو توبہ نہ کرتے ہوں۔ (قلائد الجواہر ص 63) ایک روایت کے مطابق پانچ ہزار سے زائد یہود و نصاریٰ نے آپ کی تبلیغ سے اسلام قبول کیا۔ (بہجۃ الاسرار صفحہ 36)

فتویٰ نویسی

سید عبدالقادر جیلانی علم کا بحر ذخار تھے۔ آپ کے علم و فضل کا چرچا جب ہر طرف ہونے لگا تو لوگ دور دراز سے آپ کے پاس استفتاء کے لیے آنے لگے۔ 528ھ کو آپ نے فتویٰ دینا شروع کیا۔ آپ بالعموم حنبلی فقہ یا پھر شافعی فقہ کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔ علماء و فقہاء آپ کے فتویٰ کی صحت کے قائل تھے۔ (قلائد الجواہر صفحہ 38)

وفات

ربیع الثانی 561ھ کو سید عبدالقادر جیلانی نوے سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ نے اپنی وفات کی خبر اپنے اہل خانہ کو پہلے سے ہی دے دی تھی۔ آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین باب الازج کے مدرسہ میں ہوئی۔ آپ کی وفات پر بہت سے علماء و فقہاء نے مرثیے لکھے۔

ازواج و اولاد

سید عبدالقادر جیلانی نے چار شادیاں کیں۔ چاروں بیویوں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد سے نوازا۔ آپ کے کل 27 بیٹے اور 22 بیٹیاں تھیں۔ آپ کے صاحبزادوں میں سے اکثر عالم و فاضل بنے۔ مشہور صاحبزادوں کے نام یہ ہیں: شیخ عبدالوہاب، شیخ عبدالرزاق، شیخ عیسیٰ، شیخ ابوبکر عبدالعزیز، شیخ عبدالجبار وغیرہ

تصنیفات

سید عبدالقادر جیلانیؒ نے حقائق و معارف سے بھری متعدد تصنیفات بزبان عربی و فارسی یادگار چھوڑیں۔ جن میں سے معروف یہ ہیں: غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، کبریت احمر، السبوع الشریف اوراد الجیلانی، اغاثۃ العارفین، جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر، تحفۃ المتقین و سبیل العارفین، حزب الرجاء والانتہاء، آداب السلوک، الرسالۃ الغوثیۃ، فتح الربانی والفیض الرحمانی، یواقیت الحکم، معراج لطیف المعانی، سرالاسرار فی التصوف، المواہب الرحمانیۃ وغیرہ۔ اس کے علاوہ آپ کے اشعار کا مجموعہ ''دیوان غوث اعظم'' اور چودہ قصائد جن میں قصیدہ غوثیہ بھی شامل ہے، مشہور عام ہیں۔

شاگردان رشید

سید عبدالقادر جیلانی سے بہت سے متلاشیان علم و معرفت نے فیض اٹھایا۔ آپ نے اپنے خاص شاگردوں کو مختلف ممالک میں تبلیغ کے لیے بھجوایا اور مدارس قائم کروائے۔ اس طرح آپ کے شاگرد ہر طرف پھیل گئے اور آپ سے نسبت رکھنے والے سلسلہ قادریہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کے مشہور شاگردوں میں سے چند یہ ہیں: ابوالحسن علی بن ابراہیم، شیخ محمود بن عثمان حنبلی، عبداللہ بن ابوالحسن الجبائی، حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی، شیخ ابوعلی الحسن بن مسلم القادسی وغیرہ

حقوق اللہ اور حقوق العباد

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ شیخ الاسلام عزالدین بیان کرتے ہیں کہ ''اس قدر تواتر کے ساتھ کسی کی کرامتیں نہیں ملتیں جتنی کہ سلطان الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ظاہر ہوئیں۔ حضرت شیخ نہایت درجہ حساس تھے اور قوانین شرعیہ پر سختی سے عمل پیرا تھے اور ان کی طرف تمام لوگوں کو متوجہ کرتے تھے۔ مخالفین شریعت سے اظہار تنفر کرتے۔ اپنی تمام تر عبادات، مجاہدات کے باوجود آپ اپنی بیوی اور بچوں کا پورا خیال رکھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص حقوق اللہ و حقوق العباد کی راہوں پر گامزن رہتا ہے وہ بہ نسبت دوسرے لوگوں کے مکمل اور جامع ہوتا ہے کیونکہ یہی صفت شارع اسلام حضور اکرم ﷺ کی بھی تھی''۔ (قلائد الجواہر ص80)

صبر و استغناء

سید عبدالقادر جیلانی صبر و استغناء کا مرقع تھے۔ آپ کو جب کسی عزیز کی وفات کی خبر پہنچتی تو آپ صرف انا للہ...... فرماتے اور وعظ جاری رکھتے۔ ایک دفعہ بغداد قحط سالی کا شکار ہو گیا۔ لوگوں کا بھوک سے برا حال تھا۔ آپ خودرو سبزیوں اور پتوں کی تلاش میں دریائے دجلہ کے کنارے گئے تو وہاں لوگوں کے ہجوم کو دیکھا جو پہلے ہی ان چیزوں کی تلاش میں تھے۔ آپ نے ان سے مزاحم ہونا مناسب نہ سمجھا اور آپ بازار کی مسجد میں جا کر بیٹھ گئے۔ شدت گرسنگی سے نڈھال تھے کہ ایک نوجوان بھنا ہوا گوشت اور روٹی لے کر مسجد میں داخل ہوا اور ایک طرف بیٹھ کر کھانے لگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری حالت ایسی تھی کہ جب وہ نوجوان لقمہ اٹھاتا تو میرا منہ خود بخود کھل جاتا۔ پھر آپ نے اپنے نفس کو ملامت کیا کہ اللہ پر توکل اور بھروسہ رکھ۔ اچانک اس نوجوان کی آپ پر نظر پڑی اور اس نے آپ کو کھانے کی دعوت دی۔ پہلے تو آپ نے انکار کیا پھر اس کے اصرار پر کھانے لگے۔ کھانے کے بعد وہ آپ سے آپ کا تعارف پوچھنے لگا تو آپ نے بتایا کہ میں طالب علم ہوں اور جیلان سے تعلق رکھتا ہوں تو اس نوجوان نے کہا کہ میں بھی جیلان سے ہوں تو کیا آپ ایک شخص عبدالقادر کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ تو میں ہی ہوں۔ یہ سن کر وہ نوجوان ہکا بکا رہ گیا اور بے چین ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ میرے بھائی مجھے معاف کر دو میں نے تمہاری امانت میں خیانت کی ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کیسی امانت؟ اس نے کہا کہ آپ کی والدہ نے آٹھ دینار آپ کے لیے بھیجے تھے۔ میں بغداد آیا اور آپ کے بارہ میں لوگوں سے پوچھتا رہا لیکن کسی سے پتہ نہیں چلا۔ میرے متوقع قیام تک میرے ذاتی پیسے ختم ہو گئے اور میں تین دن تک کھانے کی تلاش میں رہا لیکن کچھ نہ پایا سوائے ان پیسوں کے جو آپ کی والدہ نے آپ کے لیے بھجوائے تھے۔ تو آج میں ان پیسوں سے یہ روٹی اور گوشت خرید کر لایا ہوں اور آپ میرے مہمان نہیں بلکہ میں آپ کا مہمان ہوں۔ آپ نے اس کی امانتداری اور حسن نیت کی تعریف کی اور کچھ دینار اور بقیہ کھانا دیا جسے اس نے قبول کیا اور چلا گیا۔ (بہجۃ الاسرار از الشطنوفی ص 127-126)

مقام و مرتبہ

شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کا ایک شاگرد عمر حلاوی بغداد سے باہر چلا گیا اور جب چند سال غائب رہ کر بغداد واپس آیا تو میں نے پوچھا کہ تم کہاں غائب ہو گئے تھے؟ اس نے کہا کہ میں مصر و شام اور بلاد مغرب میں گھومتا پھرا۔ جہاں میں نے تین سو ساٹھ مشائخ کرام سے ملاقات کی لیکن ان میں سے ایک بھی ایسا نہ ملا جو علم و فضل میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا ہم پلہ ہو اور سب کو یہی کہتے سنا کہ وہ ہمارے شیخ و پیشوا ہیں۔ (قلائد الجواہر ص 54)

ایک مرتبہ سید عبدالقادر جیلانیؒ شیخ حماد بن دباس کی خدمت میں حاضر ہو کر رخصت ہوئے تو شیخ حماد نے کہا کہ اس عجمی کا قدم کسی وقت بلند ہو کر تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا اور اس کو حکم دیا جائے گا کہ تم کہو: قدمی ھذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ یعنی میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اور جب یہ جملہ ان کے منہ سے نکلے گا تو تمام اولیاء اللہ کی گردنیں پست کر دی جائیں گی۔ اس کے بعد شیخ حماد نے کہا کہ میں نے عبدالقادر کے عہد شباب میں یہ دیکھا ہے کہ اس کے سر پر تحت الثریٰ سے لے کر ملاء اعلیٰ تک دو جھنڈے نصب کیے گئے ہیں اور ایک ہاتف غیبی ببانگ دہل اس کی عظمت کا اظہار کر رہا ہے۔ (قلائد الجواہر ص 55) چنانچہ ایسا ہی ہوا، حافظ ابوالعز عبدالمغیث وغیرہ کا بیان ہے کہ جس وقت ہم حلب کی خانقاہ میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مشہور مشائخ عراق کی ایک جماعت آپ کی مجلس میں موجود تھی اور آپ وعظ فرما رہے تھے۔ دوران گفتگو آپ نے مکاشفہ فرمایا اور فرمایا: قدمی ھذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ۔ یہ سنتے ہی شیخ علی بن الہیتی نے منبر پر چڑھ کر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا۔ (قلائد الجواہر ص78)

مختلف القابات

سید عبدالقادر جیلانی ہمہ گیر شخصیت کے حامل اور تصوف کے بادشاہ سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کو آپ کے علمی و روحانی مقام کی وجہ سے مختلف القابات سے نوازا گیا جن میں سے مشہور یہ ہیں: ذوالبیانین واللسانین، کریم الجدین والطرفین، صاحب البرہانین والسلطانین، امام الفریقین والطریقین، ذوالسراجین والمنہاجین، الباز الاشہب، محی الدین وغیرہ

دیگر اخلاق فاضلہ

سید عبدالقادر جیلانی علم و عرفان کا مینار تھے جس کا اعتراف علامہ ابن جوزی اور دیگر علماء نے بھی کیا۔ عجز و انکساری آپ کا خاص وصف تھا۔ حق

باقی صفحہ 3 پر

جنازہ اور پسماندگان سے متعلق
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وفات یافتگان کا ذکر ہوا ہے تو اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا طریق تھا۔ ان کے بارے میں آپؐ نے کیا نصیحت فرمائی کہ کس طرح دعا کی جائے۔ آپؐ کا اسوہ کیا تھا؟ اس بارے میں چند احادیث بھی پیش کرنا چاہتا ہوں تا کہ اس پر عمل کر کے ہم اپنے لئے بھی اور وفات یافتگان کے لئے بھی اللہ کا رحم اور مغفرت حاصل کرنے والے ہوں۔

صرف خیر کی بات کرو

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو ان کی وفات ہو چکی تھی اور ان کی آنکھیں کھلی تھیں اور آنحضورؐ نے آتے ہی پہلے ان کو بند کیا۔ پھر حضرت ابوسلمہ کے اہل میں سے کسی نے نوحہ کی غرض سے بلند آواز نکالی، اونچی آواز میں ماتم کرنے کی کوشش کی تو نوحہ کی آواز سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے لوگوں کے لئے صرف خیر کی بات کرو۔ کیونکہ ملائکہ ہر وہ بات جو تم کرتے ہو اسے امانت رکھتے ہیں۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ اے اللہ! ابوسلمٰی کو بخشش فرما اور ہدایت یافتہ لوگوں میں ان کے درجات بلند فرما اور اس کے پیچھے رہنے والوں میں اس کا اچھا جانشین بنا۔ اے رب العالمین! ہمیں بخش دے اور اس کی بھی بخشش فرما۔ اے اللہ! اس کی قبر کو کشادہ فرما۔ اور اس کے لئے اسے منور فرما۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب تغمیض المیت۔ حدیث نمبر 3118)

جنازے کی دعا یاد کریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پڑھایا اور اس میں یہ دعا کی۔ یہ جنازے کی دعا ہے نوجوانوں کو بھی یاد کرنی چاہئے کہ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا ......

اے ہمارے خدا! ہمارے زندوں کو، ہمارے وفات پانے والوں کو، ہمارے چھوٹوں کو، اور ہمارے بڑوں کو، ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو اور ہم میں سے جو حاضر ہیں اور جو غائب ہیں سب کو بخش دے، اے ہمارے خدا جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے اسے...... پر زندہ رکھ اور جس کو تو ہم میں سے وفات دے اسے ایمان پر وفات دے۔ اے ہمارے خدا تو اس مرنے والے کے ثواب سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد ہر قسم کے فتنہ سے ہمیں محفوظ رکھ۔

(ترمذی کتاب الجنائز باب ما یقول فی الصلوٰۃ علی المیت حدیث نمبر 1024)

بھائی کے لئے دعا کرو

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میت کی تدفین کے بعد خود بھی استغفار کرتے تھے اور لوگوں سے بھی مخاطب ہو کر فرماتے تھے یہ حساب کا وقت ہے اپنے بھائی کے لئے ثابت قدمی کی دعا مانگو۔ اور مغفرت طلب کرو۔

(ابوداؤد کتاب الجنائز باب الاستغفار عند القبر للمیت حدیث نمبر 3221)

طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ خدا جنت میں ایک بندے کا مرتبہ بلند فرماتا ہے تو بندہ پوچھتا ہے اے پروردگار مجھے یہ مرتبہ کہاں سے ملا تو خدا فرماتا ہے کہ تیرے لڑکے کی وجہ سے کہ وہ تیرے لئے استغفار کرتا رہا ہے۔ پس اولاد کو اپنے مرنے والوں کے درجات کی بلندی کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی بے حساب جانے دے اور ہم پر بھی رحم اور فضل فرمائے۔

پسماندگان کے لئے کھانا تیار کرو

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر طیارؓ کی وفات پر فرمایا۔ آلِ جعفر کے لئے کھانا تیار کرو۔ ان کو ایک ایسا امر درپیش ہو گیا ہے جو ان کو مصروف رکھے گا۔

(ابوداؤد کتاب الجنائز باب فی صنعۃ الطعام لاھل المیت۔ حدیث نمبر 3132)

حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ کیا یہ جائز ہے جب کار قضا کسی بھائی کے گھر میں ماتم ہو جائے یعنی کوئی فوت ہو جائے تو دوسرے دوست اپنے گھر میں اس کا کھانا تیار کریں۔ فرمایا نہ صرف جائز بلکہ برادرانہ ہمدردی کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ ایسا کیا جاوے۔

ہمسائے کھانا دیں

مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ یہاں اس طرف پوری توجہ نہیں دی جاتی۔ ہمسایوں کی کوشش ہوتی ہے کہ جماعتی انتظام کے تحت لنگر میں جو کھانا پکتا ہے وہیں سے آجائے۔ اگر تو ہمسائے نہ ہوں پھر تو جماعت کا فرض ہے کرتی ہے اور کرنا چاہئے۔ لیکن اگر اردگرد احمدی ہمسائے رہتے ہوں تو ان کو اپنے فرض کو ادا کرنا چاہئے اور اس طرف خاص توجہ دیں اور دنیا میں ہر جگہ جماعت کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔

تین دن کا سوگ

سوگ منانے کے ضمن میں حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ میں ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی، ان دنوں آپ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے میری موجودگی میں زرد رنگ کی خوشبو منگوائی۔ پہلے اپنی لونڈی کو لگائی پھر اپنے ہاتھ اور اپنے رخساروں پر ملی اور ساتھ ہی فرمایا: خدا کی قسم! مجھے خوشبو لگانے کی کوئی خواہش نہیں۔ مگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ اور آخری دن پر ایمان لانے والی کسی بھی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مرنے والے کا سوگ کرے۔ البتہ بیوی اپنے خاوند کے مرنے پر چار ماہ دس دن سوگ میں گزارتی ہے۔

(بخاری کتاب الجنائز باب احداد المرأۃ علی غیر زوجھا حدیث نمبر 1280، کتاب الطلاق باب تحد المتوفی عنھا زوجھا اربعۃ اشھر وعشرا حدیث نمبر 5334)

جنازہ میں شامل ہونا

جنازے میں شامل ہونے کے بارے میں روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ ثواب کی نیت سے جاتا ہے اور اس کے دفن ہونے تک ساتھ رہتا ہے تو وہ دو قیراط اجر لے کر واپس لوٹتا ہے۔ اور ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر سمجھو اور جو شخص دفن ہونے سے پہلے واپس آ جاتا ہے تو وہ صرف ایک قیراط کا ثواب پاتا ہے۔

(بخاری کتاب الایمان باب اتباع الجنائز من الایمان حدیث نمبر 47)

اہل ربوہ جنازہ میں شامل ہوں

اس طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ خاص طور پر ربوہ میں، مَیں نے پہلے بھی اس طرف توجہ دلائی تھی کہ جس محلے میں کوئی احمدی وفات پا جاتا ہے تو اس محلے کے لوگوں کا فرض ہے کہ اس جنازے کے ساتھ جایا کریں لیکن باہر سے موصیان کے جنازے ربوہ میں آتے ہیں تو ان کے لئے وہاں جماعتی طور پر انتظام ہونا چاہئے۔ خدام الاحمدیہ کو بھی انتظام کرنا چاہئے کہ جنازے میں کافی لوگ شامل ہوا کریں۔

خوبیاں بیان کرو

پھر فوت شدہ کی خوبیوں کا ذکر کرتے رہنے کے بارے میں ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے وفات یافتگان کی خوبیاں بیان کیا کرو۔ اور ان کی کمزوریاں بیان کرنے سے احتراز کرو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی النھی عن سب الموتی حدیث نمبر 4900)

(خطبہ جمعہ: یکم ستمبر 2006ء)

(مرسلہ: بکرم حافظ مدثر احمد وسیم صاحب)

بقیہ از صفحہ 4: **حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ**

گوئی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا نمونہ تھے۔ بسیار گوئی سے پرہیز کرتے تھے۔ غریبوں سے شفقت اور مریضوں کی عیادت آپ کا وطیرہ تھا۔ سخاوت کا مجسمہ اور پیکر عفو کرم تھے۔ نہایت رقیق القلب اور شرم وحیا کی اپنی مثال آپ تھے۔ وسیع القلب، کریم النفس، مہربان، وعدوں کے پاسدار، خوش گفتار اور خوش اطوار تھے۔ آپ بہت غریب پرور اور مساکین کی مدد کرنے والے تھے۔

شیخ معمر بیان کرتے ہیں کہ "میری آنکھوں نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے سوا کسی کو اتنا خوش اخلاق، وسیع القلب، کریم النفس، نرم دل، مہربان، وعدوں اور دوستی کا پاس رکھنے والا نہیں دیکھا۔ لیکن اتنے بلند مرتبت اور قدر ومنزلت اور وسیع العلم ہونے کے باوجود چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے اور بزرگوں کا احترام کرتے، سلام میں ابتداء کرتے اور بزرگوں کے ساتھ بیٹھتے۔ فقراء کے ساتھ حلم وتواضع سے پیش آتے۔ کبھی کسی حاکم یا بڑے آدمی کے لیے کھڑے نہ ہوتے، نہ کبھی سلطان وزیر کے دروازے پر جاتے۔" (قلائد الجواہر صفحہ 19)

آپ کہتے ہیں کہ کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ مسند ولایت پر متمکن ہو جب تک اس میں اللہ تعالیٰ کی دو صفات ستار وغفار، رسول اللہ ﷺ کی دو صفات شفیق و رفیق، حضرت ابوبکرؓ کی دو صفات صادق ومتصدق، حضرت عمرؓ کی دو صفات امر بالمعروف ونہی عن المنکر، حضرت عثمانؓ کی دو صفات کھانا کھلانے والے اور رات کو نماز پڑھنے والے جب لوگ سو رہے ہوں، حضرت علیؓ کی دو صفات عالم وشجاع موجود نہ ہوں۔ (قلائد الجواہر صفحہ 14-13)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ میں یہ تمام صفات بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ مراجع ومصادر

1۔ قلائد الجواہر فی مناقب عبدالقادر از علامہ محمد بن یحییٰ الحلبی (متوفی 963ھ)
2۔ بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار از نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف الشطنوفی (متوفی: 317ھ)
3۔ قصیدہ غوثیہ

مرتبہ: مکرم اویس احمد نصیر صاحب

عرب دنیا

عرب دنیا کے مشہور سیاسی لیڈر ''جمال عبدالناصر''

جمال عبدالناصر عرب دنیا کے مشہور سیاسی و سماجی رہنما تھے۔ آپ 15 جنوری 1918ء کو مصر کے شہر اسکندریہ کے علاقے باکوس میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام عبدالناصر حسین تھا جو 1888ء کو مصر کے علاقہ اسیوط کے گاوں بنی مر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محکمہ ڈاک میں ملازم تھے۔ ابتدائی تعلیم مصر کے علاقہ خطاطبہ سے حاصل کی۔ 1925ء کو اپنے چچا خلیل حسین کے پاس قاہرہ چلے گئے اور وہاں قاہرہ کے علاقہ جمالیہ میں نحاسین ایلمنٹری سکول میں داخلہ لیا۔ نحاسین سکول میں تین سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1928ء میں ان کے والد نے انہیں ان کے نانا کے پاس اسکندریہ بھجوایا اور وہاں عطارین سکول میں داخلہ لے کر تعلیم کا چوتھا سال مکمل کیا۔ آپ کو بچپن سے ہی جلسے جلوسوں میں شامل ہونے کا شوق تھا اور آپ نے گیارہ سال کی عمر میں پہلی مرتبہ ایک جلسہ میں شرکت کی۔ اس بارہ میں خود بیان کرتے ہیں کہ

''میں اسکندریہ کے علاقہ منشیہ سے گزر رہا تھا کہ اچانک میں نے لوگوں کا ہجوم دیکھا جس میں طلباء اور پولیس کے درمیان جھڑپیں ہو رہی تھیں۔ میں بھی بغیر گھبرائے اس ہجوم میں داخل ہو گیا اور میں نے کسی سے اس ہجوم کا سبب معلوم نہیں کیا۔ اسی جلسہ میں زخمی بھی ہوا اور سر پر چوٹ بھی آئی جس سے بہت خون بہا اور اس سیاسی مظاہرے میں گرفتار بھی ہوا۔''

جمال عبدالناصر 1933ء میں قاہرہ کے سکول النھضہ میں داخل ہوئے جہاں سے انہوں نے سیاست کا آغاز کیا اور باقاعدہ طور پر النھضہ سکول کی یوتھ فیڈریشن کے صدر بن گئے اور اپنی سیاسی سرگرمیوں کو جاری رکھا اور عرب دنیا میں خاصی مقبولیت حاصل کی۔ جمال عبدالناصر فوج میں اعلیٰ افسر رہے۔ 1948ء میں جب فلسطین کے ساتھ جنگ شروع ہوئی تو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جمال عبدالناصر نے عرب ممالک کے اتحاد پر زور دیا۔ چنانچہ 1958ء کو مصر اور شام کی یونین ''متحدہ عرب جمہوریہ'' (UAR) کے نام سے قائم ہوئی اور جمال عبدالناصر اس کے پہلے صدر تھے۔ انہوں نے افریقہ کے اسلامی ممالک کی آزادی کے لئے جدوجہد کی۔ 1954ء تا 1956ء مصر کے وزیراعظم اور 1956ء تا 1970ء صدر رہے۔ آپ نے 28 ستمبر 1970ء کو قاہرہ میں وفات پائی۔

متحدہ عرب امارات کا یوم پرچم (Flag Day)

متحدہ عرب امارات، ابوظہبی، دبئی، شارجہ، عجمان، ام القیوین، راس الخیمہ، الفجیرہ میں ہر سال 3 نومبر کو یوم پرچم منایا جاتا ہے۔ اس دن کو تمام لوگ متحد ہو کر اپنے قائدین یعنی شیخ زاید بن سلطان آل نہیان، شیخ راشد بن محمد آل مکتوم اور ان کے بھائیوں کی کوششوں اور قربانیوں کو یاد کرتے ہوئے اپنے قومی جذبہ کو تازہ کرتے ہیں۔ 2 نومبر 2004ء کو شیخ زاید بن سلطان آل نہیان کی وفات ہوئی اور مورخہ 3 نومبر کو ان کے بیٹے شیخ خلیفہ بن زاید آل نہیان متحدہ امارات کے صدر منتخب ہوئے۔ 3 نومبر 2016ء کو بھی متحدہ عرب امارات میں مختلف جگہوں پر اعلیٰ عہدیداران نے پرچم لہرائے اور خوب جوش و خروش کے ساتھ یہ دن منایا۔ اس موقع پر امارات کے وزیر اعظم اور نائب صدر محمد بن راشد نے دبئی میں جھنڈا لہرایا۔ انہوں نے اپنے ٹویٹر کے اکاؤنٹ میں کہا ''آج ہم نے بڑے فخر اور محبت کے ساتھ 22 ہزار طلباء و طالبات کی موجودگی میں جھنڈا لہرایا ہے تا کہ یہ ہمیشہ بلند و بالا اور پر وقار رہے۔ ہم نے قسم کھائی ہے کہ اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے ساتھ وفا کا تعلق قائم رکھتے ہوئے ملک کی خوشحالی کے لئے کام کرتے چلے جائیں گے۔''

(عربی اخبار ''الاتحاد'' مورخہ 4 نومبر 2016ء ص 8)

مصمک قلعہ

سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں واقع مصمک قلعہ مٹی کی اینٹوں سے بنا ہوا ہے اور مضبوط دیواروں کے علاوہ اس کے چار واچ ٹاورز بھی ہیں۔ یہ قلعہ شہر ریاض کے درمیان واقع ہے۔ یہ قلعہ بادشاہ عبداللہ بن رشید (98-1872ء) کے دور میں بنایا گیا تھا پھر بادشاہ عبدالعزیز نے 1902ء میں اس پر قبضہ کیا اور اس قلعہ کو اسلحہ محفوظ کرنے کے لئے استعمال کیا۔ شاہ عبدالعزیز 1902ء سے 1938ء تک یہاں رہتے رہے اور پھر اس کے بعد وہ اپنے نئے محل ''مربع محل'' میں منتقل ہو گئے۔ مصمک قلعہ 1995ء میں میوزیم قرار دے دیا گیا۔ اس قلعہ کا صدر دروازہ کھجور کے درختوں سے بنا ہوا ہے جو کہ 3.66 میٹر بلند اور 2.65 میٹر چوڑا ہے۔ اسی طرح اس کے اندر ایک چھوٹا دروازہ ہے جسے ''خوخہ'' کہتے ہیں جس میں سے صرف ایک شخص ہی گزر سکتا ہے۔ اسی طرح اس قلعہ میں ایک مجسمہ، کنواں اور مسجد بھی ہے۔ اس قلعہ کی دیواروں پر کھجوروں کے درختوں کی پینٹنگ کی گئی ہے۔

''دبئی مال''

دنیا کا ایک بہت بڑا شاپنگ مال

''دبئی مال'' دنیا کے بڑے شاپنگ مالز میں سے ایک ہے جس کا افتتاح 4 نومبر 2008ء کو ہوا۔ اس کا رقبہ 11 لاکھ 24 ہزار مربع میٹر ہے۔ اس مال کے پارکنگ ایریا میں 14 ہزار گاڑیوں کو پارک کرنے کے لئے جگہ موجود ہے۔ 2015ء میں اس کے زائرین کی تعداد 92 ملین سے زائد تھی۔ اس مال کے مالک ''اعمار پراپرٹیز'' ہیں۔ اس میں 1200 سے زائد دکانیں ہیں اور ایک بہت بڑا Ice Rink بنایا گیا ہے جہاں لوگ سکیٹنگ کرتے ہیں۔ دبئی مال میں 120 ہوٹل ہیں جن میں دنیا کے ہر قسم کے کھانے مہیا کئے گئے ہیں۔ اس ریٹیل کمپلیکس میں ایک بہت بڑا ایکوریم ہے جو سمندری جانداروں کا نظارہ دیکھنے والوں کو حیرت زدہ کر دیتا ہے۔ دبئی مال میں ایک جگہ KidZania ہے جس میں بچوں کو کھیل کھیل ہی میں مختلف ہنر سکھا دیئے جاتے ہیں۔ دبئی مال میں ہر چھوٹے بڑے کے لطف اندوز ہونے کے لئے بہت سے مواقع مہیا کئے گئے ہیں مگر اس مال میں موجود اشیاء کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہوتی ہیں۔

☆☆☆☆☆